رسالہ

جمع القرآن وبم عزوہ لعثمان

۲۲ ھ ۱۳

(قرآن کو جمع کرنا اور اس کی نسبت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف کیوں کرتے ہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

مسئلہ ۲۲۸ از شہر کہنہ بریلی ۱۳ جمادی الاولٰی ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس امر میں کہ قرآن شریف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جمع کیا تھا یا ان سے پہلے بھی کسی نے جمع کیا؟ اور یہ جو سنا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جمع کیا اور ان کا جمع کیا ہوا مدفون کردیا گیا، یہ سچ ہے یا غلط؟ بینوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

قرآن عظیم کی جمع و ترتیب آیات و تکمیل و تفصیل سُوَر زمانہ اقدس حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں بامرِ الٰہی حسبِ بیان جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وارشاد و تعلیم حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واقع ہوئی تھی، مگر قرآنِ عظیم صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے

سینوں اور متفرق کاغذوں، پتھر کی تختیوں، ہڈی، دُنبے کی پوستوں شانوں، پسلیوں وغیرہا میں تھا ایک جگہ سارا قرآن عظیم مجموع نہ تھا۔ جب جنگ یمامہ میں کہ مسیلمہ کذاب ملعون مدعی نبوت سے زمانہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہوئی صدہا صحابہ کرام حفاظ قرآن نے شہادت پائی، امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل الہام منزل میں حق جل وعلا نے القا کیا کہ حضرت خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ اس لڑائی میں بہت صحابہ جن کے سینوں میں قرآن عظیم تھا شہید ہوئے، یونہی جہادوں میں حفاظ صحابہ شہید ہوتے گئے اور قرآن عظیم متفرق رہا تو بہت قرآن جاتے رہنے کا اندیشہ ہے میری رائے میں حکم دیجئے کہ قرآن عظیم کی سب صورتیں یکجا کر لی جائیں۔ خلیفہ رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی رائے پسند فرمائی اور حضرت زید بن ثابت وغیرہ حفاظ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس امر جلیل کا حکم دیا کہ بحمد اللہ تعالیٰ سارا قرآن عظیم یکجا ہوگیا، ہر سورت ایک جدا صحیفے میں تھی وہ صحیفے تا حیات صدیقی حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے بعد حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم اور ان کے بعد حضرت ام المؤمنین حفصہ بنت الفاروق زوجہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رہے۔ عرب میں ہر قوم وقبیلہ کی زبان بعض الفاظ کے تلفظ میں مختلف تھی، مثلاً حرف تعریف میں کوئی الف لام کہتا تھا کوئی الف میم کہ اسی لغت پر حدیث:

لیس من امبر الصیام فی امسفر[1] سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔ (ت)

وارد ہے علامات مضارع حروف اتین کو کوئی مفتوح پڑھتا تھا کوئی مکسور، ما شبیہ بلیس کی خبر کو کوئی منصوب کرتا کوئی مرفوع، اِنَّ و اَنَّ وغیرہما کے اسم کو کوئی نصب دیتا کوئی رفع پر رکھتا، بعض قبائل ہر جگہ (ب) کو (م) بولتے، (م) کو (ب)، تاء رحمۃ ونحوہا کو کوئی حالت وقف میں کرتی (ہ) کہتا کوئی (ت)، منصوب منون پر، کوئی الف سے وقف کرتا کوئی صرف سکون سے، بعض مرفوع ومجرور پر بھی واؤ و یا سے وقف کرتے، بعض قومیں حروف مدہ حرکات موافقہ پر قناعت کرتیں اَعُوْذُ کو اَعُذُ، تعَالٰی کو تَعَالَ وغیرہ ذلک کہتیں۔ اسی قسم کے بہت سے تفاوت لہجہ وطرز ادا تھے۔ قرآن عظیم خاص لغت قریش پر اُترا تھا کہ صاحب قرآن صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریشی تھے۔

گلبن تو کہ زگلزار قریشی گل کرد
زاں سبب آمدہ قرآں بزبان قرشی

---

[1] شرح معانی الآثار کتاب الصیام باب الصیام فی السفر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۰۵

(آپ کا شجرہ گلاب چونکہ قریش کے باغ سے ظاہر ہوا اسی سبب سے قرآن مجید قریش کی لغت پر آیا۔ ت)

زمانۂ اقدس حضور پُرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ میں کہ قرآن عظیم نیا نیا اُترا تھا اور ہر قوم وقبیلہ کو اپنے مادری لہجہ قدیمی عادات کا دفعۃً بدل دینا دشوار تھا آسانی فرمائی گئی تھی کہ ہر قوم عرب اپنے طرز ولہجہ میں قراءت قرآن عظیم کرے، زمانۂ نبوت کے بعد شدہ شدہ اقوام مختلفہ سے بعض بعض لوگوں کے ذہن میں جم گیا جس لہجہ ولغت میں ہم پڑھتے ہیں اسی میں قرآن کریم نازل ہوا ہے یہاں تک کہ زمانۂ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ میں بعض لوگوں کو اس بات پر باہم جنگ وجدال وزدوکوب کی نوبت پہنچی یہ کہتا تھا قرآن اس لہجہ میں ہے وہ کہتا تھا نہیں بلکہ دوسرے میں ہے، ہر ایک اپنے لغت پر دعوٰی کرتا تھا جب یہ خبر امیر المومنین عثمان غنی کو پہنچی فرمایا ابھی سے تم میں یہ اختلاف پیدا ہُوا تو آئندہ کیا اُمید ہے۔ لہذا حسب مشورہ امیر المومنین سیدنا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم ودیگر اعیان صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم یہ قرار پایا کہ اب ہر قوم کو اس کے لب ولہجہ کی اجازت میں مصلحت نہ رہی بلکہ فتنہ اُٹھتا ہے لہذا تمام امت کو خاص لغت قریش پر جس میں قرآن عظیم نازل ہوا اب جمع کردینا اور باقی لغات سے باز رکھنا چاہئے، صحیفہائے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ حضرت ام المومنین بنت الفاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس محفوظ ہیں منگا کر اُن کی نقلیں لے کر تمام سورتیں ایک مصحف میں جمع کریں اور وہ مصاحف بلاد اسلام میں بھیج دیں کہ سب اسی لہجہ کا اتباع کریں اس کے خلاف اپنے طرزِ ادا کے مطابق جو صحائف یا مصاحف بعض لوگوں نے لکھے ہیں دفع فتنہ کے لئے تلف کردئے جائیں، اسی رائے صائب کی بنا پر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا سے کہلا بھیجا کہ صحیفہائے صدیقی بھیج دیجئے ہم ان کی نقلیں لے کر شہروں کو بھیجیں اور اصل آپ کو واپس کردیں گے ام المومنین نے بھیج دئے امیر المومنین نے زید بن ثابت وعبداللہ بن زبیر وسعید بن عاص وعبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو نقلیں کرنے کا حکم دیا وہ نقلیں مکہ معظمہ وشام ویمن وبحرین وبصرہ وکوفہ کو بھیجی گئیں اور ایک مدینہ طیبہ میں رہی اور اصل صحیفے جمع فرمودہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ جس سے یہ نقلیں ہوئی تھیں حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو واپس دئے ان کی نسبت معاذ اللہ دفن کرنے یا کسی طرح تلف کرادینے کا بیان محض جھوٹ ہے وہ مبارک صحیفے خلافت عثمانی پھر خلافت مرتضوی پھر خلافت امام حسن پھر خلافت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہم تک بعینہا محفوظ تھے یہاں تک کہ مروان نے لے کر چاک کردئے۔ بالجملہ اصل جمع قرآن تو بحکم رب العزۃ

حسبِ ارشاد حضور پُر نور سید الانبیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چھوڑا تھا سب سُور کا یکجا کرنا باقی تھا امیر المومنین صدیق اکبر نے بمشورۂ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کیا پھر اُسی جمع فرمودۂ صدیقی کی نقلوں سے مصاحف بنا کر امیر المومنین عثمان غنی نے بمشورۂ امیر المومنین مولٰی علی رضی اللہ تعالٰی عنہما بلادِ اسلام میں شائع کئے اور تمام امت کو اصل لہجۂ قریش پر مجتمع ہونے کی ہدایت فرمائی اسی وجہ سے وہ جناب جامع القرآن کہلائے ورنہ حقیقۃً جامع القرآن رب العزۃ تعالٰی شانہ ہے، کما قال عزمن قائل :

اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ[1] — بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمّہ ہے۔ (ت)

اور بنظرِ ظاہر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ایک جگہ اجتماع کے لحاظ سے سب میں پہلے جامع القرآن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ، حاکم مستدرک میں بشرط بخاری و مسلم حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی :

قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نؤلف القراٰن من الرقاع[2] — یعنی ہم زمانۂ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں قرآن پارچوں میں جمع کرتے تھے۔

امام جلال الدین سیوطی اتقان شریف میں فرماتے ہیں :

قد کان القراٰن کتب کلہ فی عھد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکن غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور[3] — سارا قرآن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے عہدِ اقدس میں لکھا گیا تھا لیکن وہ ایک جگہ جمع نہیں تھا اور سورتیں مرتب نہیں ہوئی تھیں۔ (ت)

صحیح بخاری شریف میں اُنھیں سے مروی :

قال ارسل الی ابوبکر مقتل اھل الیمامۃ فاذا عمر بن الخطاب — حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا جنگِ یمامہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق

---

[1] القرآن الکریم ۷۵/ ۱۷

[2] المستدرک للحاکم کتاب التفسیر جمع القرآن لم یکن مرۃ واحدۃ دار الفکر بیروت ۲/ ۲۲۹

[3] الاتقان النوع الثامن عشر فی جمعہ و ترتیبہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۷

عندہ فقال ابوبکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحریوم الیمامۃ بقراء القراٰن وانی اخشی ان یستحر القتل بقراء بالمواطن فیذھب کثیر من القراٰن وانی اری ان تأمر بجمع القراٰن قال زید قال ابوبکر انک رجل شاب عاقل لانتھمک و قد کنت تکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فتتبع القراٰن فاجمعہ فتتبعت القراٰن اجمعہ من العسب واللخاف وصدور الرجال فکانت الصحف عند ابی بکر حتی توفاہ اللہ ثم عند عمر حیاتہ ثم عند حفصۃ بنت عمر۔[1] ھذا مختصرًا۔

رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھے بلوایا، میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی وہاں موجود تھے، ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا میرے پاس حضرت عمر آئے ہیں اور کہا ہے کہ جنگِ یمامہ میں بہت سے قراءِ قرآن شہید ہوئے ہیں، مجھے خوف ہے کہ اگر جنگوں میں قراء کثرت سے شہید ہوتے رہے تو قرآن مجید کا بہت سا حصہ ضائع ہوجائیگا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کو جمع کرنے کا حکم دیں، حضرت زید نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھے فرمایا تم ایک نوجوان عقلمند مرد ہو ہم آپ کو کسی معاملے میں تہمت نہیں لگاتے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے۔ قرآن مجید کو تلاش کرو اور اس کو جمع کردو۔ چنانچہ میں نے قرآن مجید کو ڈھونڈا اور اس کو کھجور کے پٹھوں، پتھر کی سلوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرتا تھا۔ وہ صحیفے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس رہے۔ آپ کے وصال کے بعد سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے پاس موجود رہے (اختصار)۔ (ت)

اس حدیثِ طویل کا خلاصہ وہی ہے کہ بعد جنگِ یمامہ فاروق نے صدیق کو جمع قرآن کا مشورہ اور صدیق نے زید بن ثابت کو اس کا حکم دیا کہ متفرق پرچوں سے سب سورتیں یکجا ہوکر صدیق پھر عمر فاروق پھر ام المومنین کے پاس رہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

اعظم الناس فی المصاحف اجرا ابوبکر

مصاحف میں سب سے زیادہ ثواب ابوبکر کا

---

[1] صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۴۵ و ۷۴۶

رحمة الله علی ابی بکر هو اول من جمع کتاب الله، رواه ابن ابی داؤد فی المصاحف[1] بسند حسن عن عبد خیر قال سمعت علیا یقول فذکرہ۔

(اللہ ابوبکر پر رحمت کرے سب سے پہلے انہیں نے قرآن جمع کیا۔ (اسکو ابن ابی داؤد نے مصاحف میں سند حسن کے ساتھ عبد خیر سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرماتے سنا، پھر وہی حدیث ذکر کی۔ ت)

امام اجل عارف باللہ محاسبی رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب فہم السنن میں فرماتے ہیں:

کتابة القرآن لیست بمحدثة فانه صلی الله تعالٰی علیه وسلم کان یأمر بکتابته ولکنه کان مفرقا فی الرقاع والاکتاف والعسب فانما امر الصدیق بنسخها من مکان الی مکان مجتمعا وکان ذٰلک بمنزلة اوراق وجدت فی بیت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فیها القرآن منتشر فجمعها جامع وربطها بخیط حتی لا یضیع منها شیئ۔ نقله فی الاتقان[2]۔

یعنی قرآن کا لکھنا کوئی نیا کام نہیں یہ تو زمانہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں بحکم اقدس ہو چکا تھا مگر متفرق تھا پارچوں، شانے کی ہڈیوں اور کھجور کے پٹھوں پر لکھا ہوا تھا صدیق نے یکجا کردیا تو گویا کہ یہ ایسا ہوا کہ قرآن کے اوراق جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کاشانۂ مبارک میں منتشر تھے وہ جمع کرنے والے نے ایک ڈورے میں باندھ دئے تاکہ اس میں سے کوئی شے ضائع نہ ہو۔ (اس کو اتقان میں نقل کیا۔ ت)

صحیح بخاری شریف میں ہے:

حدثنا موسٰی ثنا ابراھیم ثنا ابن شھاب ان انس بن مالک حدثه ان حذیفة بن الیمان قدم علٰی عثمٰن وکان یغازی اھل الشام فی فتح ارمینیة

ہمیں موسٰی نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا ہمیں ابراہیم نے انہوں نے کہا ہمیں ابن شہاب نے حدیث بیان کی کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انہیں حدیث بیان کی کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالٰی عنہ

---

[1] الاتقان بحوالہ ابن ابی داؤد فی المصاحف النوع الثامن عشر مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۷
[2] ؍؍ ؍؍ الحارث المحاسبی فی کتاب فہم السنن ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱/ ۵۸

وأذربيجان مع اهل العراق فافزع حذيفة اختلافهم فى القراءة فقال حذيفة لعثمان يا امير المؤمنين ادرك هذه الامة قبل ان يختلفوا فى الكتاب اختلاف اليهود والنصارى فارسل عثمن الى حفصة رضى الله تعالى عنها ان ارسلى الينا بالصحف ننسخها فى المصاحف ثم نردها اليك فارسلت بها حفصة الى عثمن فامر زيد بن ثابت وعبد الله بن زبير وسعيد بن العاص وعبد الرحمن بن الحارث بن هشام فنسخوها فى المصاحف وقال عثمن للرهط القرشيين الثلثة اذا اختلفتم انتم وزيد بن ثابت فى شئ من القرأت فاكتبوه بلسان قريش فانما نزل بلسانهم ففعلوا حتى اذا نسخوا الصحف فى المصاحف رد عثمن الصحف الى حفصة وارسل الى كل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواه من القرأن فى كل صحيفة او مصحف ان يحرق[1]

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آئے جبکہ وہ اہل شام اور اہل عراق کو آرمینیہ اور آذربیجان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان کو فتح کرنے کے لئے لشکر تیار کر رہے تھے، حذیفہ کو اہل شام اور اہل عراق کے قرآن پڑھنے کے اختلاف نے گھبراہٹ میں ڈال دیا تو انھوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے امیر المؤمنین! اس امت کو یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے سے روکیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی کو ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا کہ وہ صحیفے ہمارے پاس بھیج دیں ہم ان کو مصحف میں لکھ کر پھر آپ کو واپس کر دینگے۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صحیفے امیر المؤمنین کے پاس بھیج دیے تو انھوں نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمن بن حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حکم دیا، انھوں نے اس کو مصاحف میں لکھ دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تینوں قریشیوں کو حکم دیا کہ جب تمھارا اور زید بن ثابت کا قرآن مجید کے کسی کلمے میں اختلاف ہو جائے تو اس کو لغتِ قریش کے مطابق لکھو کیونکہ قرآن مجید صرف لغتِ قریش پر نازل ہوا۔ انھوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم کی تعمیل کی حتی کہ جب انھوں نے صحیفوں کو مصاحف میں لکھ دیا تو حضرت عثمان غنی

---

[1] صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۴۶

رضی اللہ تعالٰی عنہ نے وہ صحیفے ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو واپس بھیج دئے، اور ملک کے ہر کونے میں ایک مصحف بھیج دیا جو انھوں نے لکھا تھا اور حکم دیا اس کے سوا جو قرآن کسی صحیفہ یا مصحف میں ہے اس کو جلا دیا جائے۔ (ت)

دیکھو یہ حدیث صحیح بخاری صاف گواہ عدل ہے کہ امیر المومنین عثمان غنی نے اختلاف لہجہ ولغات سن کر صحیفہائے صدیقی حضرت حفصہ سے منگائے اور انھیں کی نقلوں سے مصحف بنا کر بلادِ اسلام میں بھیجے اور وہ صحیفے بعد نقل حضرت ام المومنین کو واپس دے دئے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

ابن اشتہ کتاب المصاحف میں راوی،

اختلفوا فی القراءة علی عهد عثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنہ حتی اقتتل الغلمان والمعلمون فبلغ ذٰلک عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال عندی تکذبون به وتلحنون فیه فمن نأی عنی کان اشد تکذیبا واکثر لحنا یا اصحاب محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اجتمعوا فاکتبوا للناس اماما فاجتمعوا فکتبوا الحدیث رواہ من طریق ایوب عن ابی قلابة قال حدثنی رجل من بنی عامر یقال له انس بن مالک[1]، فذکرہ۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے عہد میں لوگوں میں قرآن مجید کے اندر اس قدر اختلاف پڑ گیا جس کی وجہ سے پڑھنے والے بچوں اور پڑھانے والے اساتذہ میں لڑائی ہونے لگی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خبر پہنچی تو انھوں نے فرمایا کہ تم میرے سامنے قرآن کو جھٹلاتے اور اس میں غلطی کرتے ہو تو جو مجھ سے دُور ہیں وہ اس سے بھی زیادہ جھٹلاتے اور غلطی کرتے ہوں گے، اے اصحاب محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم! جمع ہوجاؤ اور لوگوں کے لئے ایک امام (قرآن) لکھو۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے جمع ہو کر قرآن لکھا۔ اس حدیث کو ابن اشتہ نے ایوب کے طریق پر ابو قلابہ سے روایت کیا، اس نے کہا مجھ سے بنی عامر کے ایک مرد نے بیان کیا جس کو انس بن مالک کہا جاتا ہے، پھر وہی حدیث مذکور ذکر کی۔ (ت)

سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم فرماتے ہیں،

---

[1] الاتقان بحوالہ ابن اشتہ النوع الثامن عشر مصطفی البابی مصر ۱/۵۹

لا تقولوا فی عثمٰن الا خیرا فواللہ ما فعل فی المصاحف الا عن ملأ منا قال ما تقولون فی ھذہ القراءۃ فقد بلغنی ان بعضھم یقول ان قراءتی خیر من قراءتک وھذا یکاد یکون کفرا قلنا فما ترٰی؟ قال اری ان یجمع الناس علی مصحف واحد فلا تکون فرقۃ ولا اختلاف قلنا نعم ما رأیت[1] رواہ ابوبکر بن ابی داؤد بسند صحیح عن سوید بن غفلۃ قال قال علی رضی اللہ تعالٰی عنہ فذکرہ۔

یعنی عثمان کے حق میں سوا کلمۂ خیر کے کچھ نہ کہو خدا کی قسم معاملہ مصاحف میں انھوں نے جو کچھ کیا ہم سب کے مشورہ و اتفاق سے کیا انھوں نے ہم سے کہا کہ قرآن مختلف لہجوں میں کیا کہتے ہو مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ اوروں سے کہتے ہیں میری قراءت تیری قراءت سے اچھی ہے اور یہ بات کفر کے قریب تک پہنچی ہوئی ہے، ہم نے کہا بھلا آپ کی کیا رائے ہے، فرمایا میری رائے یہ ہے کہ سب لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کردیں کہ پھر باہم نزاع و اختلاف نہ ہو، ہم سب نے کہا آپ کی رائے بہت خوب ہے (اس کو ابوبکر بن ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ سوید بن غفلہ سے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا پھر حدیث مذکور ذکر کی۔ ت)

اتقان میں ہے:

قال ابن التین وغیرہ الفرق بین جمع ابی بکر وجمع عثمٰن ان جمع ابی بکر کان لخشیۃ ان یذھب من القراٰن شیئ بذھاب حملتہ لانہ لم یکن مجموعا فی موضع واحد فجمعہ فی صحائف مرتبا لاٰیات سورہ علی ما وقفھم علیہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وجمع عثمٰن

ابن تین وغیرہ نے کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قرآن جمع کرنے میں فرق یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا جمع کرنا اس خوف سے تھا کہ قراء قرآن کی شہادت کے سبب سے قرآن کا کچھ حصہ ضائع نہ ہو جائے کیونکہ قرآن مجید یکجا نہ تھا، چنانچہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قرآن مجید کو صحیفوں میں اس طرح جمع کردیا کہ ہر ایک سورت کی آیتیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بیان کے مطابق مرتب

---

[1] الاتقان بحوالہ ابن اشتہ النوع الثامن عشر مصطفی البابی مصر ۱/۵۹

كان لما كثر الاختلاف في وجوه القراءة حين قرؤوه بلغاتهم على اتساع اللغات فأدى ذلك بعضهم إلى تخطئة بعض فخشي من تفاقم الأمر في ذلك فنسخ تلك الصحف في مصحف واحد مرتبا لسوره واقتصر من سائر اللغات على لغة قريش محتجا بأنه نزل بلغتهم وإن كان قد وسع في قراءته بلغة غيرهم رفعا للحرج والمشقة في ابتداء الأمر فرأى أن الحاجة إلى ذلك انتهت فاقتصر على لغة واحدة۔[1]

کر کے درج فرما دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت قرآن مجید جمع فرمایا جب قراءت کی وجوہ میں بکثرت اختلاف واقع ہوا، جبکہ عربوں نے وسیع لغات کی بناء پر اپنی اپنی زبانوں میں الگ الگ قراءت میں قرآن پڑھنا شروع کر دیا اور ایک زبان والے دوسری زبان والوں کی قراءت کو غلط قرار دینے لگے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں کے درمیان معاملہ حد سے بڑھ جانے کا خوف محسوس ہوا اس لئے آپ نے تمام صحیفوں کو ایک مصحف میں سورتوں کی ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا اور تمام لغات کو چھوڑ کر صرف لغت قریش پر اکتفاء کیا۔ اس بات سے استدلال کرتے ہوئے کہ قرآن مجید لغت قریش پر نازل ہوا اگرچہ حرج اور مشقت سے بچنے کے لئے شروع شروع غیر قریش کی لغات میں پڑھنے کی بھی اجازت تھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا کہ اب اس کی حاجت نہیں رہی، لہٰذا آپ نے ایک ہی لغت پر انحصار فرمایا۔ (ت)

امام بدر الدین عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں:

كان هذا سببا لجمع عثمن القرآن في المصحف والفرق بينه وبين الصحف أن الصحف هي الأوراق المحررة التي جمع فيها القرآن في عهد أبي بكر رضي الله تعالى عنه وكانت سورا مفرقة كل سورة مرتبة بآياتها على حدة لكن

یہ تھا سبب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مصحف میں قرآن جمع کرنے کا۔ صحیفوں اور مصحف میں فرق یہ ہے کہ صحیفے وہ اوراق ہیں جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں قرآن مجید لکھا گیا تھا اس میں سورتیں الگ الگ تھیں، ہر سورت اپنی آیات کے ساتھ الگ مرتب تھی لیکن بعض کو بعض کے بعد

---

[1] الاتقان النوع الثامن عشر مصطفی البابی مصر ۱/۶۰-۵۹

29

لم یرتب بعضها اثر بعض فلما نسخت و رتب بعضها اثر بعض صارت مصحفاً و لم یکن مصحفاً الا فی عہد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ[1]

بالترتیب نہیں رکھا گیا تھا، جب ان کو اس طرح لکھا گیا بعض صورتوں کو بعض کے بعد بالترتیب رکھا گیا تو مصحف بن گیا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سے پہلے مصحف نہ تھا۔ (ت)

عمدۃ القاری و اتقان شریف میں ابوبکر بن ابی داؤد سے منقول،

قال سمعت اباحاتم السجستانی یقول کتب سبعۃ مصاحف فارسل الی مکۃ و الی الشام والی الیمن والی البحرین و الی البصرۃ و الی الکوفۃ وحبس بالمدینۃ واحدا[2]

اس نے کہا میں نے ابوحاتم سجستانی کو کہتے سنا کہ حضرت عثمان نے سات مصحف تحریر فرمائے۔ ایک مکہ کو، ایک شام، ایک یمن، ایک بحرین، ایک بصرہ اور ایک کوفہ میں بھیج دیا جبکہ ایک مدینہ منورہ میں رکھ لیا۔ (ت)

امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں،

(حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف رد عثمٰن الصحف الی حفصۃ) فکانت عندھا حتی توفیت فاخذھا مروان حین کان امیرا علی المدینۃ من قبل معٰویۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فامربھا فشققت وقال انما فعلت ھذا لانی خشیت ان طال بالناس زمان ان یرتاب فیہا مرتاب رواہ ابن ابی داؤد وغیرہ۔[3]

یہاں تک کہ جب انہوں نے صحیفے مصحف میں رکھ لئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وہ صحیفے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو واپس بھیج دیئے، وہ وصال تک حضرت حفصہ کے پاس رہے، پھر مروان امیر معاویہ کی طرف سے مدینہ منورہ کا امیر بنا تو اس نے ان کو لے کر پھاڑ دینے کا حکم دیا اور کہا کہ میں نے یہ اس لئے کیا ہے کہ زیادہ عرصہ گزر جانے پر کوئی شک کرنیوالا اس میں شک نہ کرے۔ اسکو ابن ابی داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ (ت)

---

[1] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ مصر ۲۰/۱۶

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[3] ارشاد الساری 〃 〃 کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن دار الکتاب العربی بیروت ۷/۴۴۹

اُسی میں ہے:

کان التالیف فی الزمن النبوی والجمع فی المصحف فی زمن الصدیق والنسخ فی المصاحف فی زمن عثمٰن وقد کان القراٰن کلہ مکتوبا فی عہدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لکنہ غیر مجموع فی موضع واحد ولامرتب السور[1] انتہی واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

قرآن مجید کی تالیف عہد نبوی میں ہوئی۔ صحیفوں میں جمع زمانہ صدیقی میں ہوا اور مصاحف میں اس کی کتابت زمانہ عثمانی میں ہوئی۔ بے شک سارا قرآن مجید نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانہ میں لکھا ہوا تھا لیکن وہ سارا یکجا لکھا ہوا نہیں تھا اور نہ ہی سورتیں ترتیب وار لکھی ہوئی تھیں۔ (ت) واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۲۹: از پٹنہ عظیم آباد ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۲۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جامع قرآن مجید کس رُو سے کہتے ہیں؟ اس کا جواب کتب احادیث وتواریخ سے تحریر فرمائیں۔ بیّنوا توجروا (بیان فرمائیے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

الجواب

قرآن عظیم کا جامع حقیقی اللہ تعالٰی ہے، قال جل وعلا،

ان علینا جمعہ وقراٰنہ[2]

بے شک ہمارے ذمے ہے قرآن کا جمع کرنا اور پڑھنا۔

پھر جامع عزوجل کے مظہر اول واتم واکمل حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہوئے۔ آیات قرآنیہ اسی ترتیب جمیل پر کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے مطابق ترتیب لوح محفوظ حسب تبلیغ جبریل وتعلیم جلیل صاحب تنزیل صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم زمانہ اقدس میں اپنی اپنی سورتوں میں جمع ہولیں، قرآن عظیم ۲۳ برس میں حسب حاجت عبادت متفرق آیتیں ہوکر اُترا، کسی سورت کی کچھ آیات اتریں پھر دوسری سورت کی آیتیں آئیں پھر سورت اولٰی کی نازل ہوئیں، حضور پُرنور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر بار ارشاد فرماتے کہ یہ آیات فلاں سورت کی ہیں فلاں آیت کے بعد فلاں کے پہلے رکھی جائیں،

---

[1] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن باب جمع القرآن دارالکتاب العربی بیروت ۷/ ۴۴۶

[2] القرآن الکریم ۷۵/ ۱۷

اسی طرح سورۂ قرآنیہ منتظم ہوئیں، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پھر حضور سے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اسی ترتیب پر اُسے نمازوں تلاوتوں میں پڑھتے۔ قرآن عظیم صرف ایک واحد لغتِ قریش پر نازل ہوا، عرب میں مختلف قبائل اور ان کے لہجے باہم حرکات وسکنات وبعض اجزائے کلمات میں مختلف تھے، علامتِ مضارع کو قریش مفتوح رکھتے، دیگر بعض قبائل ا ت ن کو مکسور کرکے نِعلم، نِستعین کہتے، لغتِ قریش میں تابوت آخر میں تائے قرشت سے تھا دوسروں کے لغت میں تابوہ ہائے ہوز سے۔

اسی قسم کے بالائی اختیارات بکثرت تھے جن سے معنی کلام بلکہ جوہر نظم کو بھی کوئی ضرر نہ پہنچتا اور مادری لہجہ زبانوں پر چڑھا ہوا دفعۃً بدل دینا سخت دشوار۔ لہٰذا حضور پُر نور رحمت مہداۃ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے رب سے عرض کرکے دیگر قبائل والوں کے لئے ان کے لہجوں کی رخصت لے لی تھی، جبریل امین علیہ التحیۃ والتسلیم ہر رمضان مبارک میں جس قدر قرآن عظیم اب تک اُتر چکا ہوتا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ اس کا دَور کرتے جو سنت سنیہ اب تک بحمداللہ تعالٰی حفاظ اہلسنت میں باقی ہے اور باقی رہے گی حتّٰی یاتی امر اللہ وھم علٰی ذٰلک (یہاں تک کہ اللہ تعالٰی کا امر آجائیگا اور وہ اسی پر قائم ہونگے۔ ت) سالِ اخیر میں جبریل وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوبارہ صرف اصل لغت قریش پر جس میں قرآن مجید نازل ہوا تھا حضور پُر نور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ دَور کیا اور اس کی تکرار سے اشارہ ہوا کہ وہ رخصت منسوخ اور اب صرف اسی لغت پر جس میں اصل نزول ہے استقرار امر ہوا۔ سُور اگرچہ زمانۂ اقدس میں مرتب ہوچکی تھیں مگر یکجا مجتمع نہ تھیں متفرق پرچوں، ہڈی کے شانوں وغیرہا میں متفرق جگہ تھیں سوا اُن مبارک سینوں کے جن میں سارا قرآن عظیم محفوظ تھا حال یہی تھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نظر عوام سے احتجاب فرمایا، خلافتِ خلیفۂ برحق صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ میں جنگ یمامہ واقع ہوئی جس میں بکثرت صحابہ کرام حافظانِ قرآن شہید ہوئے، حافظ حقیقی جامع ازلی جل جلالہ نے اپنا وعدہ صادقہ وانّا لہ لحٰفظون[1] (اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ ت) پورا فرمانے کو پہلے پہل داعیہ قلبِ کریم حضرت موافق الرائے بالوحی والکتاب سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ڈالا حضرت فاروق نے بارگاہِ صدیقی میں عرض کی کہ جنگ یمامہ میں بہت حفاظ شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ یوں ہی قرآن متفرق پرچوں میں رہا اور حفاظ شہادت پاگئے تو بہت سا قرآن مسلمانوں کے ہاتھ سے جاتا رہے گا میری رائے ہے کہ حضرت جمع قرآن کا حکم فرمائیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ابتداءً اس میں تامل ہوا کہ جو فعل

---

[1] القرآن الکریم ۱۵/ ۹

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہم کیونکر کریں۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اگرچہ حضور پرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر واللہ وہ کام خیر کا ہے بالآخر رائے صدیق بھی موافق ہوئی اور زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمان خلافت نسبت جمع کتاب اللہ صادر ہوا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی وہی شبہہ پیش آیا کہ کیونکر کیجئے گا وہ کام جو حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے نہ کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وہی جواب دیا کہ اگرچہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر واللہ وہ کام خیر کا ہے یہاں تک کہ صدیق و فاروق و زید بن ثابت و جملہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے اجماع سے یہ مسئلہ طے ہوا اور قرآن عظیم متفرق مواضع سے جمع کر لیا گیا اور وہابیہ کا یہ شبہہ جس پر آدھی وہابیت کا دار و مدار ہے کہ جو فعل حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے نہ کیا دوسرا کیا ان سے زیادہ مصالح دین جانتا ہے کہ اسے کرے گا باجماع صحابہ مردود قرار پایا۔ والحمد للہ رب العالمین، سُوَرِ قرآنیہ اگرچہ متفرق مواضع سے ایک جلد میں مجتمع ہو گئی تھیں اور وہ مجموعہ صدیق پھر فاروق پھر ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تھا مگر ہنوز تین کام باقی تھے۔

(۱) ان مجموع صحیفوں کا ایک مصحف واحد میں نقل ہونا۔

(۲) اس مصحف کے نسخے معظم بلاد اسلام مملکت اسلامیہ کے عظیم عظیم قسمتوں میں تقسیم ہونا۔

(۳) رخصت سابقہ کی بنا پر جو بعض اختلافات لہجہ کے آثار کتابت قرآن عظیم میں متفرق لوگوں کے پاس تھے اور وہ قرآن عظیم کے حقیقی اصل منزل من اللہ ثابت مستقر غیر منسوخ لہجہ سے جدا تھے رفع فتنہ کے لئے ان کا محو ہونا۔

یہ تینوں کام حفظ حافظ حقیقی جامع ازلی جل جلالہ نے اپنے تیسرے بندے امیر المومنین جامع القرآن ذی النورین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیا اور قرآن عظیم کا جمع کرنا حسب وعدۂ الٰہیہ تام و کامل ہوا اس لئے اس جناب کو جامع القرآن کہتے ہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
احمد رضا خان